بھیک مانگنے، ناٹک کرنے اور مداری دکھانے والے پیشوں سے منسلک ہیں۔ اجتماعی طور پر انہیں اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ یہ ستائیس چھوٹی ذاتوں میں منقسم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان انہیں ناپاک سمجھتے ہیں۔

مشنری کام کا آغاز 1942ء میں اس وقت شروع ہوا جب پہلے کوہلی نے بپتسمہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تقریباً پانچ ہزار کوہلیوں نے بیک وقت مسیحیت قبول کی مگر تیس سالوں سے ترقی کا گراف صفر رہا۔ گذشتہ دس برس سے نوجوان مشنریوں میں روح القدس کی جماعت، مل ہل اور کولمبن فادر صاحبان، دخترانِ صلیب کی سسٹر صاحبات، ایف-ایم-ایم اور پریز نٹیشن کی سسٹر صاحبات شامل ہیں۔

ان مشنریوں کی ان تھک کوششوں سے آج کاتھولکوں کی تعداد تقریباً پندرہ ہزار ہے جبکہ بھیل اور باگڑی قبائل میں سے سوسو لوگ مسیحی ہیں۔ یہاں پر بشارتی کام کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ خانہ بدوش ہیں اور دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ ایک جگہ آباد نہیں ہوسکتے کیوں کہ زمیندار مسلمان کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ ان کے مزارعے مستقل طور پر ان کی زمینوں پر رہائش پذیر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ باقاعدہ عبادت کا اہتمام کرنا اور مسیحی تعلیم دینا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قدیم روایات اور رسومات پر سختی سے کاربند ہیں۔ وہ تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں کیوں کہ انہیں اسکولوں میں بخوشی قبول نہیں کیا جاتا۔ ابھی تک صرف دو فیصد لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند ایک نے ہمت کرکے فرسودہ رسم ورواج کے بندھنوں کو توڑ کر ترقی کی راہ اختیار کی ہے۔ اور کچھ نرسیں، مناد اور اساتذہ بنے۔ انہیں باہمت افراد میں سے ایک شخص کاتھولک ہسپتال کا ایڈمنسٹریٹر بنا ہے۔ بشارتی کام امید افزا ثابت ہورہا ہے کیونکہ چند نوجوانوں نے مناد کی تعلیم حاصل کی ہے جبکہ دوسروں نے مذہبی تعلیم کے تھوڑی میعاد کے کورسز میں شمولیت کی۔ امید واثق ہے کہ یہ تربیت یافتہ افراد اپنے لوگوں میں بشارتی کام کو آگے بڑھائیں گے۔" (اچھا چرواہا، ملتان - مئی - جون 1991ء، ص 121-122)۔

شمالی علاقہ جات میں مسیحی سرگرمیاں

[شمالی علاقہ جات اپنی قدرتی خوبصورتی، باشندوں کی سادہ مزاجی اور

شاہراہَ ریشم کی وجہ سے سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز ہیں۔ وسط ایشیا کی بدلتی
ہوئی صورت حال میں اس خطے کی اپنی "جغرافیائی - سیاسی" اہمیت ہے۔
اس علاقے کے مذہبی تنوع میں مسیحی سرگرمیوں سے نیا اضافہ
ہورہا ہے۔ نوشہرہ کی سسٹر آئرس گل کو مشنری خدمات کے سلسلے میں
گلگت اور ستره جانا ہوا۔ انہوں نے اپنے تاثرات میں لکھا ہے۔]

"ہم میں سے بہت سے ایسے بہن بھائی ہیں جو اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ گلگت میں مسیحی بہن بھائی رہتے ہیں۔۔۔ مشنریز آف سینٹ تھامس سسٹرز گذشتہ تین سال سے ان علاقوں میں کام کررہی ہیں۔ وہ یہ خدمت ریورنڈ فادر تھامس ریفٹی اور ریورنڈ فادر ونسنٹ اوٹس کے ساتھ مل کر سرانجام دے رہی ہیں۔ ریورنڈ فادر تھامس ریفٹی گذشتہ چند سالوں سے گلگت اور دوسرے شمالی علاقوں میں رہنے والے مسیحیوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

جون اور جولائی 1991ء کے ماہ گلگت کی کلیسیا کے ساتھ کام کرنے کے لیے منتخب کیے گئے اور ہم قراقرم ہائی وے کا دشوار اور طویل سفر طے کرنے کے بعد گلگت پہنچ گئے۔ ریورنڈ فادر تھامس ریفٹی ہمارے ساتھ گلگت نہ آسکے۔۔۔ ریورنڈ فادر ونسنٹ اوٹس ہمارے ہمراہ آئے۔ اس سے چھ ماہ پہلے ہم نے گلگت کے مسیحیوں سے ملاقات کی تھی۔ گلگت پہنچنے پر ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جن مسیحی خاندانوں اور چند ایک فوجی لڑکوں سے ہماری ملاقات پہلے ہوئی تھی وہ گلگت چھوڑ کر جا چکے ہیں۔

اب ہمیں نئے سرے سے کام شروع کرنا تھا اور مسیحی بہن بھائیوں کو تلاش کرنا تھا۔ وہاں Apostolic Mission سے تعلق رکھنے والے پادری صاحبان موجود ہیں لیکن ہمیں کسی کا ٹھکانہ معلوم نہ تھا اور نہ ہی وہاں کوئی گرجا گھر ہے۔ ہم پوچھتے پچھاتے سی۔ایم۔ایچ پہنچے جہاں ایک مسیحی لڑکے سے ملاقات ہوئی۔ ہم اس سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ اس مسیحی بھائی نے ہماری ملاقات چند ایک خاندانوں سے کروائی۔ اس طرح ہم ان کی مدد سے اور خاندانوں سے ملے اور ہمیں یہ معلوم ہوا کہ گلگت میں کافی کاتھولک خاندان قیام پذیر ہیں۔ اسی شام ریورنڈ فادر ونسنٹ نے بڑے پرجوش انداز میں پاک ماس کی قربانی چڑھائی۔ بہت سے مسیحی بہن بھائیوں نے اس میں شرکت کی۔ ان کے لیے یہ بڑی خوشی کا دن تھا۔ فادر ونسنٹ پانچ دن گلگت میں قیام کرنے کے بعد نوشہرہ پیرش واپس تشریف لے گئے۔

گلگت جانے کا ہمارا خاص مقصد یہ تھا کہ ہم کاتھولک مسیحیوں کو اکٹھا کریں۔ ان کے ساتھ

مل کر دعا کریں اور دعائیں سکھانے میں ان کی رہنمائی کریں تاکہ مل کر ان پہاڑی علاقوں میں زندہ مسیح کی گواہی دے سکیں۔

ہمارے اس مشن میں مسیحی بہن بھائیوں نے بہت تعاون کیا۔ ہم نے اپنے کام کو جاری رکھا اور تقریباً ستره کاتھولک خاندانوں کو دعائیں سکھانے میں رہنمائی کی - ہر جمعہ اور اتوار کو کاتھولک خاندان ہمارے چیپل میں باقاعدگی سے جمع ہوتے رہے۔ ہم ان کے جوش سے بہت متاثر ہیں۔ ہم نے ایک ماہ سے زیادہ وقت ان کے ساتھ گزارا اور جلد واپس جا کر اس مشن کو جاری رکھیں گے۔

گلگت میں قیام کے دوران میں ہم نے ہترہ میں رہنے والے ایک کاتھولک خاندان سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ دعا کی - ہترہ بہت خوبصورت علاقہ ہے۔ بلند پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں، بہتے پانی کے چشمے، ہرے بھرے درخت اور پودے جیسے خوشی کا باغ ہو۔ ہم ہترہ کے لوگوں کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے۔ ہمیں وہاں آزادی کا سا ماحول محسوس ہوا۔ عورتیں بغیر پردہ گھومتی پھرتی نظر آئیں۔ اس کے برعکس گلگت کی عورتیں پردہ نشین ہیں اور بہت کم عورتیں گھر کی چاردیواری سے باہر نظر آتی ہیں۔ ہماری تمنا ہے کہ ہم ان بلند پہاڑوں کے درمیان ہری بھری وادیوں میں زندہ مسیح کے پیار اور آزادی کی جھلک پیدا کر سکیں۔ گلگت کے مسیحی بہن بھائیوں سے مل کر ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ انہوں نے جس جوش اور جذبے کے ساتھ ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ دعا ہے کہ وہ جذبہ ہمیشہ ان میں قائم رہے تاکہ اس کا نام جلال پائے جو ہمارا خداوند اور خدا ہے۔" (پندرہ روزہ کاتھولک نقیب، لاہور- 16 تا 31 دسمبر 1991ء)

نفاذِ اسلام کے اثرات

جناب جوزف ارشد گزشتہ چند ماہ سے "کاتھولک نقیب" (لاہور) میں "پاکستان میں مسیحی تشخص کی جدوجہد" پر لکھ رہے ہیں۔ ان کے مقالے کے اقتباسات "عالم اسلام اور عیسائیت" میں دیے جاتے رہے ہیں۔ یکم نومبر 1991ء کو ان کی رسم کہانت ادا ہوئی ہے اور اب وہ فادر جوزف ارشد ہیں۔ انہوں نے سینٹ جوزف ہائی سکول لاہور چھاونی میں تعلیم پانے کے بعد سینٹ میری سیمینری لاہور اور کرائسٹ دی کنگ سیمینری کراچی میں کہانت کی تعلیم و تربیت حاصل کی -